روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴-۳۹ | ۶ رمضان ۱۴۰۹ ھجری ۱۳ شہادت ۱۳۶۸ ہش ۱۳ اپریل ۱۹۸۹ء | نمبر ۸۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کا بی بی سی لندن سے انٹرویو

۲۲ مارچ ۱۹۸۹ء

بی بی سی: آج سیریز میں ہم جماعت احمدیہ کی صد سالہ سالگرہ کے موقعہ پر اس کے سربراہ مرزا طاہر احمد صاحب کے ساتھ ایک انٹرویو نشر کریں گے۔ جماعت احمدیہ ۲۳ مارچ کو اپنی صد سالہ تقریبات منا رہی ہے اور اس موقع پر دنیا کے مختلف ملکوں میں تقریبات ہوں گی۔ اس سلسلہ میں ہمارے ساتھی رضا علی عابدی نے جماعت احمدیہ کے سربراہ اعلیٰ مرزا طاہر احمد صاحب سے گفتگو کی اور ان سے پوچھا کہ

رضا علی عابدی صاحب: اس تقریب کا پس منظر کیا ہے اور اسکی کیا اہمیت ہے؟

مرزا طاہر احمد صاحب: آج سے تقریباً سو سال پہلے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کی باقاعدہ رسمی طور پر بنیاد ڈالی گئی بیعت کے ذریعہ۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے پہلی مرتبہ باقاعدہ بیعت لی۔ تو یہ دن باقاعدہ جماعت کے آغاز کا دن سمجھا جاتا ہے۔

رضا علی عابدی صاحب: اس موقعہ پر آپ پوری دنیا میں تقریبات منانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں مختصراً آپ مجھے بتائیں گے کہ کیا منصوبے ہیں؟

مرزا طاہر احمد صاحب: سب سے پہلے یہ کہ یہ پورا سال ہم اظہار تشکر کا سال منا رہے ہیں اور ہماری خوشیاں اور رنگ اس قسم کی نہیں جیسے دنیا کی رنگ رلیاں ہوتی ہیں یا میلے ہوتے ہیں۔ سب سے اہم پروگرام یہ ہے کہ قرآن کریم کو ایک سو سے زائد زبانوں میں تراجم کر کے شائع کیا جائے اس میں سے پچاس تیار ہو چکے ہیں اور باقی ایک سو زبانوں میں پورے قرآن کریم کا تو ابھی نہیں لیکن اس میں سے ہم نے بیسواں حصہ یعنی ایسی آیات کا انتخاب کر کے جو آج کی دنیا کو پیغام دے سکیں وہ آج سے پہلے ایک سو اٹھارہ زبانوں میں ترجمہ کر کے طبع کروا لیا ہے۔ اس کے علاوہ احادیث نبویہ پر اس سے پہلے بہت کم کام ہوا ہے تو احادیث کا انتخاب کر کے بھی اس کا بھی ایک سو اٹھارہ زبانوں میں ہی ترجمہ کروا کے یہ ہم اس سال تمام دنیا کو .... ایک تحفہ پیش کریں گے۔

رضا علی عابدی صاحب: اور کچھ نمائشیں جلسے کنونشن اجتماع؟

مرزا طاہر احمد صاحب: جلسے تو ہوں گے لیکن زیادہ زور بنی نوع انسان کی خدمت کے کاموں پر ہے۔ یہاں تک کہ تمام دنیا میں قیدیوں تک پہنچنے کی بھی کوشش کی جائے گی تمام جیلوں سے رابطے کیے جا رہے ہیں۔

رضا علی عابدی صاحب: میرے علم میں یہ ہے کہ اس موقعہ پر آپ نے کوئی منصوبہ بنایا ہے جس میں چالیس ۴۰ آئیٹم شامل ہیں؟

مرزا طاہر احمد صاحب: چالیس میں سے تین تو وہ بیان کر دیئے اور چوتھا ہے رفاہ عامہ کے مختلف کام۔ ہسپتالوں کا اجراء۔ سکولوں کا اجراء۔ غریب ممالک کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش، ایسے مفلوک الحال لوگ جن کا کوئی پرسان حال نہیں نمونۃً ان کو سہارا دینے کی کوشش کرنا، یتامیٰ کی خبرگیری، تمام دنیا میں یتامیٰ کی خبرگیری کے لئے کوشش ہو گی اور پاکستان میں بھی۔ تو اس قسم کے تفصیلی کام ہیں اور اس میں بہر حال یہ بھی شامل ہے کہ جلسے بھی ہوں گے اور (دین حق نام) کا تعارف کروایا جائے گا۔

رضا علی عابدی صاحب: ایک آپ کو بین الاقوامی کنونشن میری اطلاع کے مطابق منعقد کرنا ہے وہ کہاں ہو گا کیا فیصلہ کیا ہے آپ نے؟

مرزا طاہر احمد صاحب: وہ کنونشن تو دراصل ربوہ ہی میں ہونی چاہیئے لیکن بدقسمتی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے کل ہی باقاعدہ حکم جاری کر دیا ہے کہ ربوہ میں جشن منانے کی کوئی صورت بھی اختیار نہ کی جائے۔

رضا علی عابدی صاحب: یہ پیر کے روز۔

مرزا طاہر احمد صاحب: جی۔ جی گذشتہ رات۔ اور یہاں تک کہ اچھے کپڑے پہن کر باہر بھی نہیں آنا اور بچوں کو مٹھائی بھی نہیں دینی اور جلوس جلسے کا تو سوال ہی نہیں۔ غیر معمولی بتیاں بھی روشن نہیں کرنی جس سے یہ شبہ پڑے کہ تم خوش ہو رہے ہو۔

رضا علی عابدی صاحب: تو آپ لندن میں کوئی تقریب منعقد کر رہے ہیں؟

مرزا طاہر احمد صاحب: ساری دنیا میں کر رہے ہیں سب دنیا میں جلسے ہوں گے لیکن جو مرکزی جلسہ ہے وہ تو دراصل جہاں جماعت کے ہیڈ کوارٹرز ہیں وہیں ہونا چاہیئے تھا لیکن جہاں جس جلسے میں میں شامل ہوں گا وہ بھی ایک قسم کا مرکزی

باقی صفحہ ۵ پر

الفضل، خالد، مصباح اور تشحیذ الاذہان پر مزید مقدمے

ربوہ - جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ سے شائع ہونے والے رسائل و جرائد پر مقدمات درج کرنے کا سلسلہ جاری ہے ۸ اپریل ۱۹۸۹ء کو روزنامہ الفضل کے علاوہ ماہنامہ مصباح، ماہنامہ خالد اور بچوں کا رسالہ ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر صاحبان کے خلاف مقدمات درج کروائے گئے۔ یہ مقدمے ڈپٹی کمشنر جھنگ کے حکم کے مطابق درج کئے گئے ہیں۔

روزنامہ الفضل کے شمارہ جات ۸، ۱۰، ۱۴ اور ۱۷ دسمبر ۱۹۸۸ء پر الزام ہیں مقدمہ درج ہوا ہے کہ ان پرچوں میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات و ارشادات کی اشاعت کے ذریعے "قادیانیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کی ہے اور یہ تحریریں ایسے انداز سے لکھی گئی ہیں جن سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں"۔ اور یہ بات دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت قابلِ سزا جرم ہے لہٰذا الفضل کے پرنٹر پبلشر اور ایڈیٹر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کیجائے۔

ایک دوسری ایف آئی آر میں جو ڈپٹی کمشنر جھنگ کے حکم سے درج کی گئی ہے ماہنامہ مصباح ماہ اکتوبر ۱۹۸۸ء ماہنامہ خالد شمارہ ماہ نومبر ۱۹۸۸ء اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان (بچوں کا رسالہ) ماہ نومبر ۱۹۸۸ء کے خلاف ہے اس میں بھی یہی کہا گیا کہ ان شماروں میں "قادیانیوں نے اپنے مذہب کو اپنے امام کے خطبات و تقاریر کے ذریعہ اسلام ظاہر کیا ہے یہ تبلیغ اس انداز سے کی گئی ہے جس سے یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں"۔

لہٰذا ان رسالوں کے ایڈیٹر، پبلشر اور پرنٹر صاحبان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کیجائے۔

ایک تیسرا مقدمہ مکرم چوہدری مبارک احمد نسرا صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ کے خلاف ہے ان پر ایک صاحب نے الزام عائد کیا ہے کہ انہوں نے ان کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی ہے ان کے خلاف بھی ۲۹۸۔سی کے تحت پرچہ درج کر لیا گیا ہے۔

شکریہ احباب

محترمہ طیبہ صدیقہ بیگم نواب مسعود احمد خان صاحب

میری بیٹی عزیزہ امۃ الواسع رعنا بیگم ملک خالد احمد ظفر کی وفات پر جن بہن بھائیوں نے فون تار اور خطوط کے ذریعے اور میرے اور میرے بچوں کے پاس تشریف لا کر تعزیت کی ہے میں ان سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہوں اپنی بیٹی کے بچوں کے لیئے سب احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳ / شہادت ۱۳۶۸ھش
۱۳ / اپریل ۱۹۸۹ء

تقویٰ کی کشتی

اس وقت دنیا کا کون سا علاقہ ہے جو امن میں ہے۔ کہیں اسلحہ کی جنگ جاری ہے۔ شب و روز خون ریزی ہو رہی ہے گھر اُجڑ رہے ہیں۔ معیشت برباد ہو رہی ہے۔ دِلوں کا سکون اور چین تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ اور کہیں بَد اخلاقی اور بَد کرداری نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ نہ سچّائی ہے نہ دیانت و امانت۔ حرص و ہَوس نے لوگوں کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو انتہائے فن سمجھا جاتا ہے اور دھوکہ دہی کو کمالِ ہوشیاری۔ دوسروں کی زِندگیاں تو برباد کرتے ہی ہیں۔ اپنی زِندگیوں سے کھیل رہے ہیں۔ منشیات کے عادی ہو رہے ہیں۔ اور دوسروں کو منشیات کا عادی کر رہے ہیں۔ آپ نے سُنا ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے بچّوں کو یہ لَت ڈال رہے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ نہ بڑے سمجھیں نہ چھوٹے۔ پتہ اس وقت چلے جب بچّے کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے۔

غرضیکہ زندگی کا کوئی بھی پہلو لے لیجئے۔ امن و امان کا فقدان ہے۔ اس صورتِ حال کو صرف اور صرف ایک بات درست کر سکتی ہے اور وہ ہے خدا کا خوف۔ جب تک دل میں خدا کا خوف پیدا نہ ہو کسی کی اچھی بات اچھی نظر نہیں آتی اور اپنی بُری بات بُری نہیں لگتی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

> "اس دریا سے پار ہونے کے لئے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں خوف کے وقت خدا کی طرف جُھکتا ہے کہ بغیر اس کے کوئی اَمن نہیں۔ اب دکھ اٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کرکے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقویٰ کی راہ میں پورے زور سے کام لے کر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ"

پس آئیے ہم سب تقویٰ کی کشتی میں سوار ہو کر اپنے آپ کو بھی بچائیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی تدبیر کریں۔

ہماری خوشیوں کا راز یہ ہے کہ احمدیت ہے سو برس کی
صدا اسُنی جا رہی ہے سارے جہاں میں اب اِسکی ہر جرس کی
ہمیں محبّت ہے ساری دنیا سے اپنا سب کچھ فدا کرینگے
نہیں لگی آج تک ہَوا بھی ہمیں کسی حرص اور ہَوس کی

—— ابوالاقبال

لوگ مجھے پہنانے آئے ہیں کانٹوں کا تاج
میں جو کچھ بھی ہوں تیرا ہوں تو ہی رکھیو لاج

مَیں نے کب اور کس سے مانگی جیون سُکھ کی بھیک
مُجھ کو تُو نے اَمر کیا ہے میرا کل نہ آج

میری ہلکی ہلکی سی آواز تجھے چونکائے
تیری سُندرتا کرتی ہے میری روح پہ راج

تُو دیتا ہے مجھ کو شکتی مُجھ کو تجھ پر مان
مَیں گمبھیر اندھیروں کو بھی کرتا ہوں تاراج

تُو ہی دل میں لہریں پیدا کرکے رُوپ دکھائے
تو ہی ملتے ہاتھ کو دیکھ کے کر دیتا ہے کاج

مُجھ کو جو بھی گھُور کے دیکھے ڈر جائے پچھتائے
میرے ٹپ ٹپ گرتے آنسو کومل اور بلراج

ہلّہ بول کے آنے والے آتے ہیں آ جائیں
تیرے ہاتھ میں دے رکھی ہے مَیں نے اپنی لاج

اس بندھن کو ملے سپھلتا یہ ہو پکّا جوڑ
میری روح دلہنیا ہے اور تو اس کا سرتاج

تیرے دوارے آ پہنچی ہے آج نسیم کی جان
یہی ہے اس کا دیس یہیں پر اسے ملا سوراج

—— نسیم سیفی

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:-

"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآنِ کریم پڑھانے کی اصلی ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائیگا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم کر دیا؟"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۳ فروری ۱۹۶۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخِ احمدیت کی معروف ہستی

مکرم و محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی خدمت میں یہ ایڈریس ایک پرشکوہ تقریب میں مکرم و محترم سیّد داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے پیش کیا۔ اپنے افادہ کے لحاظ سے یہ ایڈریس اس قابل ہے کہ ہر دردمند دل رکھنے والا احمدی اس کا مطالعہ کرے۔

صاحب صدر و احباب کرام!

آج شام ہم جامعہ احمدیہ کی سالانہ انعامات کی تقریب کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں اس غرض کے لئے ہمارا طریق ہے کہ اس درس گاہ کے کسی سابق طالب علم کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ یہاں تشریف لاکر اپنے ہاتھ سے انعامات تقسیم فرمائیں۔ چنانچہ آج کی تقریب کے لئے مکرم محترم جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس کی خدمت میں درخواست کی گئی ہے۔ محترم شمس صاحب احمدیہ تاریخ کی معروف ہستی ہیں۔ لیکن تاہم ان کا مزید مختصر تعارف پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ابتدائی رفقاء میں سے تھے۔ اور نہایت درجہ مخلص انسان تھے۔ حضرت اقدس سے اس درجہ محبت و عشق رکھتے کہ اشتہار جلسہ الوداع میں ان کے اور ان کے بھائیوں کے متعلق حضورِ اقدس نے تحریر فرمایا:۔

"حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا۔ جیسا کہ بیعت میں شرط تھی"

اللہ تعالےٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔

محترم شمس صاحب مئی ۱۹۰۱ء میں سیکھواں نامی گاؤں میں جو قادیان سے جانب غرب تین میل کے فاصلہ پر تھا پیدا ہوئے۔ ذرا چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو اپنے والد ماجد کے ساتھ قادیان آنا شروع کیا۔ اور اپنے ننھے ننھے ہاتھ حضرت اقدس کے ہاتھوں میں دے کر برکت حاصل کرتے رہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم لوئر پرائمری تک اپنے گاؤں سیکھواں ہی میں حاصل کی۔ لیکن آپ کی اصلی اور مستقل تعلیم کا آغاز ۱۹۱۰ء میں ہوا۔ جب آپ باقاعدہ قادیان آکر مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ مدرسہ احمدیہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ۱۹۰۶ء میں جاری کرنے کی تجویز فرمائی تھی اور جس وقت آپ داخل ہوئے۔ اس وقت تیسری جماعت کھل رہی تھی۔ ایک نہایت ہونہار محنتی اور سمجھدار طالب علم تھے۔ آپ ہر سال پاس ہوتے چلے گئے۔ تا آنکہ ۱۹۱۹ء میں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کی سند حاصل کی۔ اور پھر تین سال کی خصوصی تعلیم و تربیت کے بعد آپ نے مربی کلاس کا امتحان پاس کیا۔ ایک طرف جہاں آپ کو حضرت اقدس کی نظروں کی برکت اور اپنے نہائت درجہ مخلص باپ کی تربیت حاصل ہوئی وہاں دوران تعلیم میں قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل کا درس قرآن سنا۔ اور قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مرزا البشیر احمد صاحب، حضرت قاضی میر حسین صاحب، حضرت مولوی سیّد سرور شاہ صاحب، حضرت حافظ روشن علی صاحب اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب جیسے آسمان احمدیت کے ستارے بطور استاد میسر آئے۔ جو اس پاک مٹی پر سونے پہ سہاگہ کی طرح کام دے گئے۔ آپ نے ۱۹۱۸ء سے اپنے طالب علمی کے زمانہ سے مضامین لکھنے شروع کئے۔ اور مناظروں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں آپ نے مشہور مناظرہ بہار پور میں کیا۔ جس میں آپ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ایک سکھ ڈاکٹر کی طرف سے آپ کو انعام ملا۔ اس مناظرے کی کارروائی شائع شدہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے بیسیوں مباحثات اس زمانہ میں شیعیوں۔ سنیوں اور پادریوں سے کئے۔ جن میں مباحثہ بھونگاؤں۔ مباحثہ جہلم اور مباحثہ میانی شائع شدہ ہیں۔

۱۹۲۳ء میں آپ کو مربی کلاس پاس کرنے کے بعد ملکانوں کے فتنہ ارتداد کے دور کرنے کے لئے بھجوایا گیا۔ جہاں آپ نے ۱½ سال تک جانفشانی سے کام کیا۔

۱۹۲۴ء میں قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر کے سفرِ ولایت میں جب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب کے ساتھ جانے کا فیصلہ ہوا۔ تو آپ کو ملکانہ سے واپس بلا کر ان کی جگہ الحکم کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔

آپ کی محنت علمی مشاغل۔ زور بیان کو دیکھ کر حضور انور نے آپ کو عرب ممالک میں بطور مبشر احمدیت بھجوانے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ آپ ۱۹۲۵ء میں بلاد عربیہ تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کے ذریعہ دمشق کبابیر حیفا اور مصر میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ آپ ہی کے ذریعہ سید منیر الحصنی صاحب اور چند اور مخلص دوست سلسلہ میں داخل ہوئے۔ جس سے سارے شام میں شور برپا ہو گیا۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے عربی زبان میں ایک کتاب میزان الاقوال لکھی۔ جس میں آپ نے تمام عرب علماء کو چیلنج کیا۔ کہ تم میرے ساتھ دلائل میں مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ میرے امام کے ساتھ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ آپکے اتباع ہی غالب رہیں گے۔ اور ہوا بھی یہی۔ لیکن جب علماء آپ کے مقابلہ میں ٹھہر نہ سکے۔ تو انہوں نے آپکو جسمانی طور پر مٹانا چاہا۔ اور ایک بے سمجھ انسان نے آپ پر خنجر سے حملہ کر دیا۔ جس سے آپ کے شانہ اور کمر میں زخم آئے۔ اور اس طرح جسمانی طور پر آپ نے اپنا خون اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا لیکن اس رحیم و کریم ہستی کو ابھی آپ کو اور نوازنا منظور تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے فضل سے آپ کو صحت فرمائی۔ مشرق الاوسط کے قیام کے دوران میں جو ۱۹۳۱ء تک رہا متعدد مناظرے کئے۔ اور عربی زبان میں چودہ کتب و رسائل جو بہائیوں اور عیسائیوں اور مولویوں کے خلاف تھے۔ تصنیف کرنے کی توفیق پائی۔

دمشق سے کامیاب واپسی کی خوشی میں لجنہ اماء اللہ قادیان نے دعوت چائے دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ حضور نے فرمایا:۔

"میں سمجھتا ہوں خدا تعالےٰ کی یہ بہت بڑی عنائت ہے۔ کہ ہمارے کام کرنے والے لوگ کام سے تھکتے نہیں۔ ایک شخص چھ سال کا لمبا عرصہ اپنے وطن سے دور اور سمندر پار رہا ہو۔ وہ امید کر سکتا ہے۔ کہ واپسی پر اسے اپنے رشتہ داروں کے پاس رہنے اور آرام کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ مگر یہ مردوں اور عورتوں کے لئے تعجب کی بات ہو گی۔ کہ مولوی صاحب جب سے آئے ہیں۔ کل صرف چند گھنٹوں کے لئے اپنے وطن گئے۔ کیونکہ آتے ہی انہیں کام پر لگا دیا گیا۔ ممبرات لجنہ اور دوسرے دوست دعا کریں کہ خدا تعالیٰ انکے اخلاص میں برکت دے"

۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء تک آپ قادیان میں مختلف خدمات سرانجام دیتے رہے جن میں مقدمہ بہاولپور اور کشمیر کمیٹی کا نام بہت نمایاں ہے۔

۱۹۳۶ء کے شروع میں آپ انگلستان کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں آپ گیارہ برس تک بیت الفضل کے امام کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ آپ نے پہلی بار ہمارے اس مشن کو حقیقی مشن کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ یہاں ہی سے آپ نے شاہ انگلستان۔ شاہ یوگوسلاویہ اور شاہ زوغو وائی البانیہ کو خطوط لکھے ہائیڈ پارک میں آپ کے مناظرے اب بھی وہاں یاد کئے جاتے ہیں۔ اور دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ ہائیڈ پارک کے مخصوص آوازے کسنے والوں کے مقابلہ میں مسکت جواب دینے والوں میں آپ بہت مشہور تھے۔

انگلستان میں یہ گیارہ سال کا لمبا زمانہ اپنے اہل و عیال اور دوستوں سے الگ خصوصاً مہیب اور خوفناک جنگ کے دوران کا عرصہ جس میں انگلستان میں رہنے والوں کی زندگی کے متعلق ایک منٹ کی بھی تسلّی نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ نے اپنے امام کے حکم کے ماتحت نہائت صبر اور بہادری سے گزارا۔ ادھر بمباری ہوتی رہتی اور ادھر آپ بیت الفضل میں اطمینان سے اپنا کام کر رہے ہوتے خود ہی نہیں بلکہ آپ وہاں کے دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی جو ہر وقت ڈر سے کانپتے تھے ڈھارس اور سہارا کا موجب بنے رہے۔ اپنے انگلستان میں قیام کے دوران میں دو کتب تصنیف کیں۔ مؤخر الذکر کتاب پر بہت سے اخبارات نے ریویو لکھے۔ اس کتاب کا ترجمہ ملیالم اور ڈچ زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔ آپ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں واپس تشریف لائے۔ مجھے یاد ہے کہ خدام الاحمدیہ کی طرف سے جو دعوت آپ کے اعزاز میں دی گئی تھی۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس حدیث کے آخری زمانہ میں طلوع الشمس من المغرب کی تشریح فرماتے ہوئے بیان فرمایا تھا۔ کہ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لحاظ سے اس حدیث میں محترم شمس صاحب کے یورپ سے واپس آنے کا بھی ذکر ہے۔

لنڈن سے واپسی پر آپ مجلس تحریک جدید کے صدر اور وکیل التبشیر مقرر ہوئے۔ ہجرت کے پُر آشوب زمانہ میں صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کے واپس آنے کے بعد آخری قافلے کے آنے تک قادیان میں محصور لوگوں کی قیادت کرنے کی بھی سعادت آپ کو نصیب ہوئی۔ پاکستان آنے پر آپ ۲ ۱/۲ سال تک ناظر اعلیٰ بھی رہے۔ اور آپ ہی کے زمانہ میں ربوہ میں آبادی کا افتتاح ہوا۔ اور اب آپ سلسلہ کے اس محکمہ کے انچارج ہیں جس کے سپرد حضرت اقدس کی کتب اور سلسلہ کے دوسرے ضروری لٹریچر کی اشاعت کا کام ہے۔

۱۹۵۶ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امام جماعت نے آپ کو خالد کے خطاب سے نوازا۔ خدا آپ کے قلم میں اور برکت عطا فرمائے۔

یہ مختصر سوانح بیان کرنے کے بعد میں اپنے عزیز طلباء سے عرض کرتا ہوں کہ شمس یونہی نہیں بن جایا کرتے۔ سورج بنکر طلوع ہونے کے لئے اور دنیا کو روشن کرنے کے لئے .... ضرورت ہوتی ہے۔ محنت کی اخلاص و محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو کام میں فنا کردینے کی۔ پس اگر ایک طالب علم جو آپ ہی کی طرح ایک غریب گھرانے سے آیا تھا وہ اپنے اخلاص و محبت اور محنت سے سورج بن کر چمک سکتا ہے۔ تو کیا آپ ایسا نہیں کر سکتے؟

میں یہاں اپنے اساتذہ سے بھی عرض کروں گا کہ شمس کو شمس بنانے میں ان بے نفس انسانوں کا بھی دخل تھا۔ جو کسی زمانہ میں ہماری اس درسگاہ کے استاد تھے۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ اگر ہم سب اس ادارے میں موتی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر اور دوسرے مظہر حضرت قاضی میر حسین صاحب ۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب۔ حضرت میر محمد اسحق صاحب اور حضرت حافظ روشن علی صاحب کی طرح موتی گر بنے۔ کیا آج ہمارے دلوں میں اتنا ہی درد ہے جو ان بزرگوں کے دلوں میں تھا؟

کیا ہم اپنے کام میں اتنی ہی دلچسپی لیتے ہیں جتنی یہ بزرگ لیتے تھے۔ کیا ہم اپنی ذاتی علمی قابلیت کی طرف اتنی ہی توجہ دیتے ہیں۔ جتنی یہ بزرگ لیتے تھے کیا ہم نے دین حق کی تعلیم کو اپنے اوپر اتنا وارد کیا ہے جتنا ان لوگوں نے کیا تھا۔ اگر نہیں تو پھر یہ ادارہ سورج چھوڑ ایک ٹمٹماتا ہوا دیا بھی دنیا کی ہدایت کے لئے پیدا نہیں کر سکتا اور ایک مفلس کسان کی جھونپڑی کا ٹمٹماتا ہوا دیا بن کر کوئی دنیا کو کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ آخر میں میں حضرت اقدس کی ایک تحریر آپ سب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونی چاہیئے۔ حضور فرماتے ہیں: ۔

"میرے پیارے دوستو!

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس کے لئے مستعد کھڑا ہوں۔ کہ آپ لوگ اپنے اموال طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر ایک شخص جہاں تک خدا تعالےٰ نے اس کو وسعت و طاقت و مقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔ اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے۔ اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے ان علوم اور برکات کو ایشیاء اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں۔ جو خدا تعالےٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔ مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم دین حق پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ بعض انگریزوں میں سے یورپ اور امریکہ میں جائیں اور وعظ اور منادی کے ذریعہ سے مقاصد دین حق ان لوگوں پر ظاہر کریں۔ لیکن میں عموماً اس کا جواب ہاں کے ساتھ کبھی نہیں دوں گا۔ میں ہرگز مناسب نہیں جانتا کہ ایسے لوگ جو دین حق کی تعلیم سے پورے طور پر واقف نہیں۔ اور اس کی اعلیٰ درجہ کی خوبیوں سے بکلی بے خبر اور نیز زمانہ حال کی نکتہ چینیوں کے جوابات پر کامل طور پر حاوی نہیں ہیں۔ اور نہ روح القدس سے تعلیم پانے والے ہیں۔ وہ ہماری طرف سے وکیل ہو کر جائیں۔ میرے خیال میں ایسی کارروائی کا ضرر اس کے نفع سے اقرب اور اسرع الوقوع ہے۔ بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ یورپ اور امریکہ نے دین حق پر اعتراضات کرنے کا ایک بڑا ذخیرہ پادریوں سے حاصل کیا ہے اور ان کا فلسفہ اور طبعی بھی ایک الگ ذخیرہ نکتہ چینی کا رکھتا ہے۔ میں نے دریافت کیا ہے کہ تین ہزار کے قریب حال کے زمانہ نے وہ مخالفانہ باتیں پیدا کی ہیں جو دین حق کی نسبت بصورت اعتراض سمجھی گئی ہیں۔ حالانکہ اگر انہوں ناقلی کی لاپرواہی کوئی بد نتیجہ پیدا نہ کرے۔ تو ان اعتراضات کا پیدا ہونا دین حق کے لئے کچھ خوف کا مقام نہیں۔ بلکہ ضرور تھا کہ وہ پیدا ہوتے۔ تا دین حق اپنے ہر ایک پہلو سے چمکتا ہوا نظر آتا۔ لیکن ان اعتراضات کا کافی جواب دینے کے لئے کسی منتخب آدمی کی ضرورت ہے۔ جو ایک دریا معرفت کا اپنے صدر منشرح میں موجود رکھتا ہو۔ جس کے معلومات کو خدا تعالےٰ کے فیض نے بہت وسیع اور عمیق کر دیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا کام ان لوگوں سے کب ہو سکتا ہے۔ جن کی سماعی طور پر بھی نظر محیط نہیں۔ اور ایسے سفیر اگر یورپ اور امریکہ جائیں۔ تو کس کام کو انجام دیں گے۔ اور مشکلات پیش کردہ کا کیا حل کریں گے۔ اور ممکن ہے کہ ان کے جاہلانہ جوابات کا اثر معکوس ہو جس سے وہ تھوڑا سا ولولہ اور شوق بھی جو حال میں امریکہ اور یورپ کے بعض منصف دلوں میں پیدا ہوا ہے جاتا رہے۔ اور ایک بھاری شکست اور ناحق کی سبکی اور ناکامی کے ساتھ واپس ہوں سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان واعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا۔ کہ یہ میرا کام ہے۔ دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے۔ ہاں اسقدر میں پسند کرتا ہوں۔ کہ ان کتابوں کے تقسیم کرنے کے لئے یا ان لوگوں کے خیالات اور اعتراضات کو ہم تک پہنچانے کی غرض سے چند آدمی ان ملکوں میں بھیجے جائیں۔ جو امامت اور مولویت کا دعویٰ نہ کریں بلکہ ظاہر کر دیں کہ ہم اس لئے بھیجے گئے ہیں کہ تا کتابوں کو تقسیم کریں۔ اور اپنے معلومات کی حد تک سمجھا دیں۔ اور مشکلات اور مباحث دقیقہ کا حل ان اماموں سے چاہیں جو اس کام کے لئے ملک ہند میں موجود ہیں"۔

حضور کے ان ارشادات کو پڑھ کر میری روح کانپ جاتی ہے۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں اس بات سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلوچستان میں بیاہ شادی کی رسوم ۳

جہاں تک بلوچستان میں عورت کی حیثیت کا تعلق ہے کہا جا سکتا ہے کہ مکران کی عورتوں کی حیثیت باقی بلوچستان کی عورتوں سے زیادہ بہتر ہے۔ مکران میں "دلہن قیمت" دوسری جگہوں سے زیادہ ملتی ہے۔ اور اس ضمن میں خاوند جو کچھ دیتا ہے اس پر عورت کا مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔ بلوچستان کے دوسرے علاقوں میں تو وراثت کے اسلامی قانون پر عمل درآمد نہیں ہوتا لیکن مکران میں ایسا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک عورت اپنے والدین کی جائداد سے بھی حصہ لیتی ہے اور اپنے خاوند کی جائداد سے بھی اسے حصہ ملتا ہے۔ یعنی اگر وہ اس کی زندگی میں فوت ہو جائے۔ مکران میں عام طور پر عورت کی مالی پوزیشن اس کے لئے بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اور اسی سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ چونکہ خاوند نے عام طور پر اپنی ساری پونجی "دلہن قیمت" کے طور پر عورت کو ادا کردی ہوتی ہے اس لئے وہ بقیہ زندگی اس کا دست نگر ہو کر رہتا ہے۔ اگر خاوند اور بیوی کی ان بن ہو جائے اور خاوند دوسری شادی کرنی چاہے تو اس کے لئے یہ بات تقریباً ناممکنات میں سے ہے۔ کیونکہ اب وہ "دلہن قیمت" اس طرح ادا نہیں کر سکتا جس طرح پہلے ادا کی تھی۔ اور اب اس سے یہ قیمت مانگی بھی زیادہ جائے گی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اکثر بلوچ اور پٹھان قبیلوں میں "دلہن قیمت" جسے لب کہا جاتا ہے دلہن کا والد وصول کرتا ہے۔ یا کوئی اور بھی جو اس کا سرپرست ہو۔ اور لڑکی کو یعنی دلہن کو اس کا کوئی حصہ نہیں ملتا۔ اس طرح مکران کے علاوہ باقی علاقوں میں عورتیں اپنے والدین یا اپنے خاوند کی جائداد میں سے کوئی حصہ لینے کی حقدار نہیں سمجھی جاتیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ مکران میں (حالانکہ بلوچستان میں اور کہیں ایسا نہیں ہے) عام طور پر لوگ اپنے آپ کو اپنی ماں کے قبیلے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور اسی قبیلے کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ عام طور پر بلوچ قبیلوں میں یہ کہا جاتا ہے کہ عورت کا اپنا کوئی تشخص نہیں ہوتا۔ اس کا تشخص دراصل اس کے خاوند کے تشخص ہی کے ساتھ منسلک ہے۔ باقی باتوں میں مکران کی عورتیں بھی ویسی ہی رسوم رواج میں حصہ لیتی ہیں جیسی کہ بلوچستان کے دوسرے علاقوں کی عورتیں۔

ان میں سے ایک رسم بدائی کی ہے۔ جس کا بیوہ سے تعلق ہے۔ اگر بیوہ شادی کرنا چاہے تو یا تو وہ اپنے خاوند کے بھائی کا انتخاب کرے گی یا اپنے خاوند کے کسی اور قریبی رشتہ دار کا۔ اگر وہ کسی اور جگہ شادی کرنا چاہے تو اسے "دلہن قیمت" جو اس نے وصول کی تھی وہ واپس کرنا پڑتی ہے اور اگر وہ شادی نہ کرے تو وہ ساری "دلہن قیمت" اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔ مکران میں اگر بیوی ایسی حالت میں فوت ہو جائے کہ اس کے ہاں کوئی بچہ نہ ہو تو اس کی جائداد کا نصف حصہ بمعہ اس کے جو "دلہن قیمت" کے طور پر اس نے وصول کیا تھا اس کے باپ کے رشتہ داروں کو ملے گا۔ بعض نیم خانہ بدوش قبیلے جو ایران کی سرحد کے قریب رہتے ہیں ان کا وراثت کی تقسیم کا طریق باقی سارے بلوچستان اور تمام مسلمانوں سے جداگانہ ہے۔ وہ لڑکی کو لڑکے کے برابر حصہ دیتے ہیں۔ اور اس کی توضیح وہ یہ کرتے ہیں کہ لڑکا جسمانی طور پر مضبوط اور توانا ہوتا ہے وہ زمین کی کاشت سے بھی اپنے لئے رقم فراہم کر سکتا ہے اور چاہے تو چوری چکاری سے بھی اپنا پیٹ پال سکتا ہے۔ لیکن لڑکی یعنی بیٹیوں کو وسائل میسر نہیں ہوتے اس لئے انہیں زیادہ رقم ملنی چاہئے۔ یعنی لڑکے یا بیٹے کے برابر۔

جہاں تک شادی کی رسوم کا تعلق ہے، وہ مکران میں بھی باقی بلوچستان ہی کی طرح کی ہیں۔ اگرچہ پاکستان کے باقی حصوں سے کسی حد تک بلکہ خاصی حد تک مختلف ہیں۔ شادیاں والدین طے کرتے ہیں اور بننے والی دلہن جسے دشتر کہا جاتا ہے اور بننے والے دولہا جسے زکات کہا جاتا ہے، سے مشورہ نہیں لیا جاتا۔ جب لڑکے کے والدین کسی لڑکی سے اس کی شادی طے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو لڑکے کا باپ اور کچھ اور بزرگ لڑکی کے والد کے پاس جا کر رشتہ مانگتے ہیں۔ لڑکی کا والد اپنے افراد خانہ اور دیگر رشتہ داروں سے مشورہ کر کے اس تجویز کے متعلق اپنا آخری فیصلہ سناتا ہے۔ اور دلہن قیمت اور شادی کا وقت اور اس کے انتظامات کے متعلق فیصلہ کیا جاتا ہے۔

شمال اور مشرق میں رہنے والے بلوچ اور پٹھان قبیلوں میں دلہن قیمت روپے کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ اور لڑکی کا والد یا اس کا سرپرست یہ رقم اپنے پاس رکھتا ہے۔ مکران میں لب یا جہیز زمین کی صورت میں اور زیورات اور روپے کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ اور یہ ساری چیزیں دلہن کی ملکیت بن جاتی ہیں۔ "دلہن قیمت" جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے زمین، زیور اور کپڑوں کے علاوہ مہمانوں کے خرچ پر بھی مشتمل ہوتی ہے۔ اور اسی رقم میں سے غلاموں کو یا گھر میں جو نسلاً بعد نسلاً نوکر چلے آتے ہیں ان کو بھی کچھ دیا جاتا ہے۔ اگرچہ اب غلامی کا رواج تو نہیں ہے لیکن اس کے باوجود امیر گھرانے اس مد میں کچھ رقم ضرور ادا کرتے ہیں ۱۹۰۵ء کے مکران ضلعی گزٹ میں یہ بات درج ہے کہ دلہن قیمت مندرجہ ذیل طریق پر ادا کی جاتی تھی۔

زمین کو پانی دینے کے آلات اور کھجوروں کے درخت

سونے کے سو ٹکڑے

مکران میں ساڑھے تین سہر یا سونے کے ٹکڑے ایک تولے کے برابر ہوتے تھے۔ جو کہ ۱۲۷۰۶ اونس یا ۱۱۶۶۴ گرام بنتے ہیں۔

کپڑوں کے بارہ جوڑے، ۶/ سلکن اور ۶/ سوتی۔ چارپائیوں کے لئے ۱۲/ بستر اور ۱۲/ مچھر دانیاں بارہ غلام جنہیں بنڑگ کہا جاتا ہے جن میں سے ۶/ مرد اور ۶/ عورتیں ہونی چاہئیں۔ ۶۰/ من گندم اور ۶۰/ بھیڑیں۔

یہ چیزیں ادا کرنا ہوتی تھیں۔

آج بھی لوگ شادیاں اپنے ہی لوگوں میں کرتے ہیں۔ چنانچہ گچکی، میرواڑی نوشیروانی، محمد حسنی اور بزنجو قبیلے اپنے اپنے قبیلے میں ہی شادیاں کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں دلہن قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

عام بلوچوں میں یہ رقم خاصی کم ہے لیکن اگر کوئی بلوچ اپنے لوگوں کے علاوہ کسی اور جگہ شادی کرنا چاہے تو اسے یقیناً زیادہ رقم ادا کرنا پڑتی ہے۔ فی زمانہ تربت گوادر پنج گڑھ اور پسنی میں بعض لوگ اپنی بیٹیوں کی شادی کے موقع پر بہت کم دلہن قیمت وصول کرتے ہیں۔ ایسے بھی واقعات ہوئے ہیں کہ مکرانیوں میں خاص طور پر درزادگ نکیب لوگوں میں کہ انہوں نے اپنی بیٹیاں سندھیوں اور پنجابیوں سے بیاہ دی ہیں۔

ساحلی علاقوں میں چونکہ قابل کاشت زمین میسر نہیں ہے اس لئے بعض اوقات لوگ دلہن قیمت کے طور پر کشتیاں (بیکدر) بھی لڑکی والوں کو دیتے ہیں۔ لیکن آج کل عام طور پر روپیہ اور سونا دینے کا رواج ہو گیا ہے۔ اخراجات کی رقم اور ملبوسات جنہیں پرداش کہا جاتا ہے اور سہر یعنی زیورات شادی کے موقع پر ہی دے دیئے جاتے ہیں۔

لیکن جہاں تک زمین کا تعلق ہے جسے میرات کہا جاتا ہے فوری طور پر دوسروں کے حوالے نہیں کی جاتی۔ اگر میاں بیوی محسوس کریں کہ ان کے تعلقات میں رخنہ ہو رہا ہے تو بیوی اپنے زمین کے حصے کا مطالبہ کر دیتی ہے۔ اور اس صورت میں اسے یہ زمین مل جاتی ہے۔ اگر وہ اپنے خاوند کی زندگی میں وفات پا جائے تو اس کی ساری جائداد جس میں دلہن قیمت بھی شامل ہوتی ہے اس کے خاوند اور اس کے بچوں میں مساوی تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اگر بیوی بے اولاد فوت ہو جائے تو اس کی آدھی جائداد باپ کی طرف سے جو وارث ہیں ان کو ملتی ہے۔ بلوچوں میں طلاق بہت کم ہوتی ہے سوائے اس کے کہ حالات انتہائی طور پر خراب ہو جائیں۔ انہیں طلاق دینے کا کبھی خیال نہیں آیا۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مکران میں طلاق کا حاصل کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ عورتیں بھی خلع لے سکتی ہیں لیکن اگر عورتیں خلع کی درخواست دیں اور انہیں خلع مل جائے تو دلہن قیمت جو انہوں نے وصول کی ہوتی ہے۔ وہ واپس کرنی پڑتی

باقی صفحہ ۶ پر

کہ ہم اس ادارے سے ایسے عالم اور مبشر پیدا کریں جن کو نہ خود دین حق کا کچھ علم ہو۔ اور نہ وہ خود دوسروں کو پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینی روح قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سید داؤد احمد

پرنسپل جامعہ احمدیہ

سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے۔

— حضرت اقدس بانی سلسلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زِندگی زندہ دِلی کا نام ہے

محترمہ قمر النساء شمسہ صاحبہ بنت مکرم مولانا عبدالمنان شاہد مربی سلسلہ کراچی

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ و عزّ اسمہٗ قرآن مجید میں اطاعت گزار اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر کاربند ہونے والوں کی یہ علامت بیان فرماتا ہے کہ ان کے چہروں سے ہمیشہ مسکراہٹ اور بشاشت ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ جو ان کے مطہر ومقدس قلوب کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ کیونکہ ظاہر کا باطن پر اور باطن کا ظاہر پر اثر ہوتا ہے یعنی خوش باش لوگ اپنے ماحول میں بھی خوشیوں، راحتوں، مسرتوں اور مسکراہٹوں کی ہوائیں بکھیرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے آسمان کی فضا بھی ہمیشہ مسرتوں راحتوں اور خوشبوؤں سے معطر رہتی ہے اور ان پر یہ مقولہ کما حقہٗ ثابت ہوتا ہے کہ "زندگی زندہ دلی کا نام ہے"۔

قرآن مجید کی تعلیمات پر جو عظیم الشان ہستی کما حقہٗ عمل پیرا ہو کر دنیا بھر کے لئے اسوہ حسنہ ٹھہری۔ وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے جن کے متعلق ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بخاری شریف میں آنکھوں سے دیکھی ہوئی شہادت مذکور ہے کہ سرورِ کائنات حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ خود بھی ہنس مکھ تھے خوش رہتے تھے اور ہمیں بھی خوش رکھتے تھے۔ کبھی آپ کے چہرہ مبارک پر یبوست اور خشکی نہیں آتی تھی۔ بلکہ ہر وقت بشاشت اور مسکراہٹ کھلتی رہتی تھی۔ یہ دراصل آپ کے قلبی کیفیت کی آئینہ دار ہوتی تھی۔ قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنی پیاری جماعت کو یہ ماٹو دیا تھا "ہمیشہ مسکراتے رہو" یعنی عُسر و یُسر، تنگی و فراخی، خوشی اور غمی میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہمیشہ کاربند رہو۔ اور احمدیوں کے چہروں سے مسکراہٹ کوئی نہیں چھین سکتا۔ یہ تعلیم درحقیقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی شرائط بیعت میں سے پانچویں شرط کا خلاصہ ہے۔

اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک خاص مقصد اور خاص غرض کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عاجزی سے عبادت کرے اور ایک انسان دوسرے انسان سے خوش خلقی ہمدردی اور بشاشت کے ساتھ پیش آئے اللہ تعالیٰ نے ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے انسان کو مختلف قسم کی طاقتیں اور قویٰ عطا فرمائے ہیں۔ انسان کی اخلاقی روحانی، ذہنی، عملی اور علمی طاقتوں کی کامل نشوونما سے تکمیل انسانیت ہوتی ہے۔ نفسیات کا علم رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں کا آپس میں شدید اور گہرا تعلق ہوتا ہے۔ یعنی انسان کے جسم اور روح کا باہمی گہرا تعلق اور ربط ہے اور انسان کے جسمانی اخلاق اور اطوار اور عادات کا روح پر بہت قوی اثر ہوتا ہے ہماری ظاہری حالتیں (بطور مثال) ہماری روحانی اور قلبی حالتوں پر اثر انداز ہوتی ہیں مثلاً جب ہماری آنکھیں رونا شروع کریں اور آنسو بہائیں گو تکلف اور بناوٹ سے سہی مگر فی الفور ان آنسوؤں کا ایک شعلہ اٹھ کر دل پر جا پڑتا ہے۔ تب دل بھی آنکھوں کی پیروی کر کے غمگین ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی جب ہنسنا شروع کردیں خواہ بناوٹی طور پر ہی سہی تو دل میں بھی ایک خوشی کی لہر اٹھتی ہے۔ اور طبیعت میں انبساط اور بشاشت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کی زندگی میں زندہ دلی کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ چہرہ پھول کی طرح کھل جاتا ہے۔ اور دل اچھلتا ہے اور ماحول بھی خوشگوار ہو جاتا ہے۔

پس زندگی زندہ دلی گویا دل کی خوشی انبساط اور بشاشت کا نام ہے

اب یہ سوال ہمارے سامنے آتا ہے کہ یہ زندگی روحانی جسمانی یہ زندہ دلی اور خوشی کے آثار انسان میں کیسے اور کس طرح پیدا ہوتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے مختلف ذرائع اور اسباب اور تدابیر ہوتی ہیں۔

پہلی تدبیر اور ذریعہ تو یہی ہے کہ دل میں ہمیشہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش برسنے کی امید اور یقین کامل ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایمان لانے والے کبھی خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں مسرتوں اور فضلوں کے نازل ہونے سے ناامید اور مایوس نہیں ہوتے بلکہ اس کے برعکس دوسروں کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ چونکہ ان کو اپنے خالق و مالک خدا پر کامل ایمان نہیں ہوتا اس لئے وہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول سے بھی ناامید اور مایوس ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے دل بھی غمگین اور افسردہ رہتے ہیں۔ ان کی اس افسردگی کے آئینہ دار ان کے چہرے مہرے ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ جب مال و دولت کے ساتھ صحت وتندرستی ہو۔ جب اچھی خوراک، اچھا لباس، اچھا ماحول، اچھا موسم ہو۔ اچھے والدین ہوں۔ اچھے بہن بھائی۔ اچھے دوست اور اچھی سہیلیاں ہوں تو باہمی محبت اور پیار کے ساتھ پیش آئیں اور باہمی اتحاد یگانگت اور پیار ہو اور سب دکھ سکھ میں شریک ہونے کو تیار ہوں تو دل میں خوشی اور مسرتوں کی لہریں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اور پھر یہ قلبی خوشی اور راحت کے آثار ظاہری بدن، ماحول، دوستوں اور واقفوں پر بھی رونق اور مسکراہٹ اور حسن کے ساتھ نمودار ہو جاتے ہیں اور چہرے اور قلب میں ایک خاص خوشی ومسرت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب دل میں خوشی کی لہریں اُٹھتی ہیں یعنی انسان کا دل جب خوشی سے جھومتا ہے اور اس کے ساتھ بدن بھی جھومنے لگتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور پھر دلوں کی خوشیاں اور چہروں کی مسکراہٹیں اپنے چاروں طرف پھول ہی پھول بکھیرتی چلی جاتی ہیں۔ اور ماحول کو خوشیوں اور راحتوں اور مسرتوں کی بشارت دیتی ہیں اس کی مثال ایک شعر میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے یوں فرمائی ہے۔

چشمِ مست ہر حسین ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

میں عرض کر رہی تھی کہ زندہ دلی سے زندگی کی روح جنم لیتی ہے زندہ دلی چہرے کی مسکراہٹ میٹھے بول۔ خوشی کے آثار ہمیشہ غمگین اور افسردہ دلوں، افسردہ روحوں کو زندگی کا پیغام دیتے ہیں۔

حضرت مولانا ظفر فرماتے ہیں۔

؎ ظفر گر ہوں حقیقت بین نگاہیں
بہاریں ہی بہاریں ہیں خزاں میں

" جہاں زندہ دلی، خوشی اور زندگی اور مسرتوں کے پھول بکھیرتی ہے اس کے برعکس مردہ دلی اور مایوسی، افسردگی موت کا پیغام لاتی ہے۔ نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو غم واندوہ، افسردگی سے دوچار کرتی ہے کسی نے سچ کہا

افسردہ دل، افسردہ کند، انجمنے را

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جہان رنگ وبو میں انسان کو کئی قسم کے نشیب و فراز میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایسے تمام حالات میں ایک انسان کو زندہ دلی کا مظاہرہ اس طرح کرنا چاہیئے کہ گویا وہ ہر دم راضی برضا ہے اور مردانہ وار مصائب کا مقابلہ کرتا ہوا آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔ تو ایسے شخص کی مسکراہٹ اور زندہ دلی کوئی نہیں چھین سکتا بلکہ اس کی زندہ دلی اور مسکراہٹ دوسروں کے لئے زندگی کا پیغام ہو گی۔

اکبر نے کیا خوب کہا ہے۔

ان مصائب میں بھی مایوس نہیں ہوں اکبر
قید ہستی سے رہائی کی خوشی باقی ہے

پس میں یہی کہوں گی کہ آپ بھی ہمیشہ مسکراتے رہیں۔ یہی ہماری زندگی کا ثبوت ہے اور زندہ دل قوموں کی یہی عظیم الشان علامت ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ مسکراتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مُردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

بقیہ ! بلوچستان

ہے۔ لیکن اگر خاوند بیوی کو طلاق دے تو وہ زمین جو اس نے بیوی کو جہیز کے طور پر دی تھی اس کا بیوی کے نام انتقال لازمی ہو جاتا ہے جیسے بعض دوسرے علاقوں میں سمجھا جاتا ہے بلوچستان میں مطلقہ کے متعلق یہ خیال رواج پذیر نہیں ہوا کہ وہ دوسروں سے کم ہے۔ وہ ہمیشہ جب چاہے شادی کرنے کے لئے بھی آزاد ہے۔

اگر خدانخواستہ (سیاہ کاری) کا کوئی واقعہ ہو جائے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اگر عورت موت کی سزا سے بچ جائے تو اسے اپنی ساری دلہن قیمت سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ اور اگر عورت پر سزا وارد ہو جائے اور مرد بچ جائے تو اسے ایک بہت بڑی رقم ادا کرنا پڑتی ہے۔ جس سے ظاہر ہو کہ اس نے قابل شرم حرکت کی ہے۔ (اس رقم کو مالان کہتے ہیں) اور اس کے علاوہ عورت کے باپ یا بھائی کو ہتک عزت کے جرمانے کے طور پر کچھ ادا کرنا پڑتا ہے اس رقم کو "مایار" کہتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۶۹۰۰ :- میں اختر النساء زوجہ مسعود احمد باجوہ قوم جٹ بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 1/6 دارالصدر شمالی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۹/۸۷ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زیورات طلائی وزنی ½16 تولہ مالیتی /۳۳٬۰۰۰ روپے (۲) گھڑی مالیتی /۱۲۰۰ روپے (۳) حق مہر وصول شدہ تین ہزار روپے (۴) سلائی مشین مالیتی /۷۵۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ اختر النساء اہلیہ مسعود احمد باجوہ 1/6 دارالصدر شمالی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱ رشید الدین ولد جلال الدین 23/2 دارالصدر شمالی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۲ مشہود احمد پسر موصیہ۔

مسل نمبر ۲۶۹۰۱ :- میں ربیعہ روحی بنت خادم حسین صاحب قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۱/۱۸ دارالصدر شرقی ب ۲ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ کلائی گھڑی مالیتی /۳۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ربیعہ روحی بنت خادم حسین 21/18 دارالصدر شرقی ب ۲۔ گواہ شد نمبر ۱۔ خادم حسین والد موصیہ گواہ شد نمبر ۲ مرزا محمد اکرم وصیت نمبر ۲۴۷۲۴۔

مسل نمبر ۲۶۹۰۲ :- میں نصیب احمد ولد محمد علی صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 35/16 دارالنصر وسطی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۱۲/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے /۱۲۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ نصیب احمد ولد محمد علی صاحب 35/16 دارالنصر وسطی ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ خوشی محمد صاحب وصیت نمبر ۲۴۰۸۸۔ گواہ شد نمبر ۲ عبدالرزاق وصیت ۲۵۷۶۹۔

مسل نمبر ۲۶۹۰۳ :- میں جمیلہ تبسم بیوہ غلام حسین سرور صاحب قوم لغاری پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن سوئی پورہ کالونی سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱-۷-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان واقع سوئی پورہ کالونی سرگودھا ترکہ خاوند مالیتی تین چار لاکھ روپے میرا حصہ ۱/۸ ہے مالیتی [illegible] (۲) زیورات طلائی ۲ تولہ مالیتی /۶۲۰۰ روپے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ جمیلہ تبسم سوئی پورہ کالونی سرگودھا۔ گواہ شد نمبر ۱ علاؤ الدین رضوان پسر موصیہ گواہ شد نمبر ۲۔ شجاع الدین ریحان پسر موصیہ۔

مسل نمبر ۲۶۹۰۴ :- میں آصفہ شاکر زوجہ محمد اکرم عمر قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اوچ شریف ضلع بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴-۱۰-۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) حق مہر دس ہزار ایک سو روپے جس میں /۵۱۰۰ روپے نقد وصول ہوئے اور پانچ ہزار کے طلائی زیورات ۱۹ ماشہ مالیتی /۵۲۲۵ روپے (۲) ذاتی زیورات طلائی ۵ تولہ مالیتی /۱۶۵۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ایک ہزار روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کو کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ آصفہ شاکر زوجہ محمد اکرم عمر c/o شفاخانہ فاروقی اوچ شریف ضلع بہاولپور گواہ شد نمبر ۱۔ محمد اکرم عمر خاوند موصیہ وصیت نمبر ۲۱۷۲۳۔ گواہ شد نمبر ۲ حکیم محمد افضل فاروق وصیت نمبر ۱۳۸۰۳۔

مسل نمبر ۲۶۹۰۵ :- میں بشیر الدین ولد نصیر الدین صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بہاولپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۹/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے موٹر سائیکل مالیتی /۲۰٬۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۶۰۰ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ بشیر الدین ولد نصیر الدین صاحب c/o داؤد احمد صابر۔ بھٹہ نمبر ۱ بہاولپور گواہ شد نمبر ۱ داؤد احمد صابر وصیت نمبر ۱۹۲۶۵۔ گواہ شد نمبر ۲۔ عبدالحمید صاحب وصیت نمبر ۲۴۱۴۷۔

مسل نمبر ۲۶۹۰۶ :- میں طاہر منیر احمد بھٹی ولد منیر احمد بھٹی قوم بھٹی پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۳۴/A ضلع رحیم یار خان حال ناصر ہوسٹل بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ /۱۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد طاہر منیر بھٹی ناصر ہوسٹل ربوہ گواہ شد نمبر ۱۔ کلیم احمد طاہر وصیت نمبر ۲۶۱۳۸ گواہ شد نمبر ۲ رانا ارسال احمد وصیت نمبر ۲۵۹۳۲۔

مسل نمبر ۲۶۹۰۷ :- میں ناعمہ ناز بنت چوہدری ناصر احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ طلب علم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۶/۹/۸۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) طلائی انگوٹھی ۳ ماشہ مالیتی ایک ہزار روپے (۲) نقد ایک ہزار روپے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ناعمہ ناز بنت چوہدری ناصر احمد صاحب 45/39 F-6/1 اسلام آباد۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ناصر احمد وصیت نمبر ۱۵۸۱۸ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد اسرائیل احمد وصیت نمبر ۵۰۶۴۴۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ انٹرویو

جلسہ بن جائے گا۔ لیکن میں صرف لندن ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے بہت سے بڑے ممالک میں جلسوں میں شرکت کر رہا ہوں

رضا علی عابدی صاحب: اچھا غیر مسلموں تک تبلیغ و اشاعت کا بھی اس موقعہ پر کوئی منصوبہ ہے آپ کا؟

مرزا طاہر احمد صاحب: بہت وسیع بہت تفصیلی کثرت کے ساتھ غیر مسلموں کو بلا کر (دین حق۔ ناقل) کے محاسن پر تقاریر ہونگی اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی سیرت پر ان سے تقریریں کروائی جائیں گی تاکہ وہ شامل ہوں ہمارے ساتھ اور ان کی غلط فہمیاں دور ہوں اور ان کے جو مشاہیر ہیں مشہور لوگ اور دانشور ان کی زبان سے جب اس ملک کے باشندے آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تعریف میں کلمات سنیں گے تو زیادہ اثر ہوگا۔

ریڈیو: بی بی سی لندن: جماعت احمدیہ کے سربراہ اعلیٰ مرزا طاہر احمد صاحب ہمارے ساتھی رضا علی عابدی سے گفتگو کر رہے تھے۔

حسن کارکردگی کے لحاظ سے نمایاں
ناظمین اضلاع انصار اللہ

سال ۱۳۶۷ھش ۱۹۸۸ء میں حسن کارکردگی کے لحاظ سے اول، دوم اور سوم آنے والے ناظمین اضلاع انصار اللہ کے نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض منظوری و دعا پیش کئے گئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے منظوری موصول ہو چکی ہے

۱۔ مکرم و محترم نعیم احمد خان صاحب ناظم انصار اللہ ضلع کراچی اول

۲۔ مکرم و محترم کرنل دلدار احمد صاحب ناظم انصار اللہ ضلع لاہور دوم

۳۔ مکرم و محترم جلال الدین شاد صاحب ناظم انصار اللہ ضلع سیالکوٹ سوم

(قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

حسن کارکردگی کے لحاظ سے نمایاں
مجالس انصار اللہ

سال ۱۳۶۷ھش ۱۹۸۸ء میں حسن کارکردگی کے لحاظ سے دس مجالس انصار اللہ کی فہرست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری اور دعا کی غرض سے پیش کی گئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منظوری موصول ہو چکی ہے۔ نیز حضور نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے ان کے لئے دعا کی ہے۔

۱۔ مجلس انصار اللہ ربوہ۔ اول اور علم انعامی کی مستحق
۲۔ مجلس انصار اللہ، ناظم آباد کراچی دوم
۳۔ " " دار الذکر فیصل آباد سوم
۴۔ " " مغلپورہ لاہور چہارم
۵۔ " " مارٹن روڈ کراچی پنجم
۶۔ " " اسلام آباد شرقی ششم
۷۔ " " اورنگی ٹاؤن کراچی، ہفتم
۸۔ " " دہلی گیٹ لاہور ہشتم
۹۔ " " راولپنڈی شہر نہم
۱۰۔ " " عزیز آباد کراچی دہم

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

ہر قسم کے
● ایئر کنڈیشنرز ● ریفریجریٹرز ● ڈیپ فریزرز
خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
پیسا الیکٹرانکس
1۔ لنک میکلوڈ روڈ لاہور
فون: 57309-223228

GOUT COURSE
گنٹھیا کورس
کیورٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
سیلز، کلینک، رہائش ڈاکٹرز
فون: ۷۷۱ ۶۰۶ ۶۰۷
۴۰ روزہ کورس قیمت -/۶۰
لٹریچر -/۳ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

خبریں

★ جمعیت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ پیپلز پارٹی نے ان کی پارٹی کے تیار کردہ نفاذ شریعت بل کے مسودے کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس بل کے مختلف پہلوؤں پر غور کے لئے فوری طور پر ایک ۱۰ رکنی کمیٹی قائم کی جا رہی ہے۔

★ پاکستان کے پہلے نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبد السلام کو فرسٹ ایڈنبرگ انٹرنیشنل فیسٹیول آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی تقریب میں پہلا ایڈنبرگ میڈل ایوارڈ دیا گیا۔ یہ ایوارڈ انہیں تیسری دنیا کے ممالک کی جدید ٹیکنالوجی میں ترقی میں ان کی کئی سالوں کی خدمات کے اعتراف میں دیا گیا۔

ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے کہا کہ انسانی مسائل کا حل بھی جدید سائنسی ترقی ہی میں مضمر ہے۔

★ جلال آباد کی جنگ میں کابل فوج کے ۴ جنرل اور مجاہدین کے ۱۰ گروپ کمانڈر ہلاک ہو چکے ہیں۔ جبکہ ایئرپورٹ کور ہیڈ کوارٹر اور شہر کے اطراف میں قائم فوجی چوکیوں پر قبضہ کے لئے لڑائی جاری ہے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ جلال آباد کی کابل فوجوں کے گیریژن کمانڈر جنرل نجیب احمد شدید زخمی حالت میں کابل ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

★ مولانا فضل الرحمٰن اور وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے درمیان بات چیت کا دوسرا دور منگل کے روز اسلام آباد میں ہوگا۔

★ جے یو آئی کے ذرائع نے بتایا ہے کہ جمعیت علمائے اسلام کو ایک بار پھر وفاقی کابینہ میں شمولیت کی پیشکش ہوئی ہے۔

★ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی طرف سے آفتاب شیرپاؤ نے اے این پی کے رہنماؤں کو یقین دہانی کروائی ہے کہ خالق خان کو ۱۵ اپریل تک گورنر بنا دیا جائیگا۔

★ وزارت اطلاعات ونشریات کے مشیر ارشاد راؤ نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت جمہوری اداروں کے استحکام کے لئے برداشت کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ لیکن ملک اور عوام کے خلاف کئے جانے والے کسی جرم کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی کارکردگی کو چیک کرنے کے لئے پریس مکمل آزاد ہے۔ تاہم قومی اداروں کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔

★ حیدر آباد میں فسادات میں مبینہ طور پر ملوث ایک سو تین افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتار ہونے والوں میں تین ہندو نوجوان بھی شامل ہیں۔ شہری اور دیہی علاقوں میں امن و امان کی یقین دہانی کے لئے پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم پر مشتمل مشترکہ امن کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں جو شر پسند عناصر کی نشاندہی کریں گی۔

★ خیر پور میں اتوار کو جئے سندھ کے مسلح کارکنوں نے اندھا دھند فائرنگ کرکے ٹیکنیکل کالج کے تین طلبہ کو شدید زخمی کر دیا جن میں سے دو کی حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ ایک ملزم کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جبکہ دیگر کی گرفتاری کیلئے کوششیں جاری ہیں۔

★ انجینئرنگ یونیورسٹی کراچی میں طلبہ کے دو متحارب گروپوں میں فائرنگ سے ایک الیکٹریشن محمد اعجاز ہلاک اور ایک طالب علم عقیل شدید زخمی ہو گیا۔ ابھی تک تصادم کی وجوہات کا علم نہیں ہو سکا۔ کشیدگی برقرار ہے۔ کسی ناخوشگوار صورت حال سے نپٹنے کے لئے پولیس کی بھاری جمعیت تعینات کر دی گئی ہے۔

★ وزیراعظم بے نظیر بھٹو ۱۲ سے ۱۴ جولائی تک فرانس کا سرکاری دورہ کریں گی اور اس دورے کے ساتھ ہی وہ برطانیہ کے سرکاری دورے پر جائیں گی۔

★ پیپلز پارٹی سیاسی مسائل پر تحقیقی کام اور کارکنوں کی تربیت کے لئے ادارہ قائم کرے گی۔

★ راولپنڈی میں پھانسی گھاٹ کی جگہ بھٹو کی یادگار تعمیر ہوگی۔ اس ضمن میں وفاقی حکومت نے ۲۰ رکنی کمیٹی قائم کر دی ہے۔

★ جنرل ضیاء نے سکریپ کی ڈیوٹی کم کرکے پنجاب کے ایک صنعتکار کو ۲ ارب ۳۲ کروڑ روپے کا فائدہ پہنچایا۔

★ "افغان حکومت ریفرنڈم کی تجویز بھی قبول کرنے کو تیار ہے۔ لیکن کسی بھی سمجھوتہ کے لئے جنگ بندی پہلا قدم ہے"۔

یہ بیان کابل حکومت کے وزیر خارجہ عبدالوکیل نے دیا ہے۔